© rasailojaraid.com

تعارف وتبصرہ

المنہل (عدد خاص للقرآن)

مجلۃ العرب الادبیۃ

دارۃ المنہل المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، جدہ

۹۱/۵۳ م ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ/ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء، ص ۲۹۲

قرآنِ کریم وہ آخری آسمانی کتاب ہدایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ کتاب الٰہی قیامت تک پوری انسانیت کے لیے منبع رشد و ہدایت بھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ علوم و معارف کا خزینہ بھی۔ مختلف پہلوؤں سے اس کے مطالعہ اور اس کے مباحث کی توضیح و ترجمانی کا سلسلہ بغیر کسی انقطاع کے برابر جاری ہے۔ ابتدا ہی سے علماء اور مفکرین اس کے مختلف النوع پہلوؤں پر تحقیق و تحلیل کا کام کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنیات پر تحقیقات کے نتائج تصانیف کی صورت میں منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں۔ قرآنی موضوعات پر تصنیفات کے ساتھ ساتھ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنیات سے متعلق جرائد و مجلات کے خصوصی نمبر بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں بہت کچھ قیمتی اور قابلِ قدر مواد ایک جگہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی جدہ (سعودی عربیہ) سے شائع ہونے والے مجلہ "المنہل" کا ستمبر و اکتوبر ۱۹۹۱ء کا مشترکہ شمارہ ہے جو قرآنیات کے ساتھ مخصوص ہے۔

یہ خصوصی شمارہ ۳۸ مقالات پر مشتمل ہے جو ۲۹۲ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ مقالات کو موضوعات کے اعتبار سے چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن کی تفصیل بایں طور ہے (۱) بین یدی القرآن (پانچ مقالات) (۲) دراسات قرآنیہ (دس مقالات) (۳) دراسات لغویہ و بیانیہ (آٹھ مقالات) (۴) دراسات انسانیہ (پانچ مقالات) (۵) الاعجاز العلمی (چھ مقالات) (۶) القصص القرآنی (چار مقالات)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بین یدی القرآن :

اس حصہ کا آغاز مقالہ "العقل والقلب مداران للایمان" سے ہوتا ہے۔ مضمون نگار نے قرآن کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ عقل اور دل ایمان کے باب میں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ معرفت خداوندی اور وحدانیت پر ایمان لانے کے لیے قرآن نے جابجا عقل اور دل کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ آفاق و انفس پر غور کریں کہ ان کا خالق کون ہے؟ قرآن کریم میں بار بار افلا تعقلون، افلا تتفکرون، افلا تتدبرون، افلا یبصرون اور افلا یسمعون وغیرہ کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔ (ص ۱-۶)

دوسرا مقالہ "ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" ہے۔ اس مضمون میں بتایا گیا کہ قرآن کریم رشد و ہدایت کا سب سے بہتر راستہ ہے۔ گزشتہ تمام انبیاء و رسل ایک خاص قوم، مخصوص خطہ ارض اور محدود مدت کے لیے مبعوث ہوئے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم رہتی دنیا تک تمام عالم کے لیے ہدایت و نجات کا ذریعہ ہیں (ص ۷-۲۵) قرآن کریم میں ارشاد ہے: تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ۔ نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا ہے۔ لیکون للعالمین نذیراً (الفرقان۔ ۱/۲۴) تاکہ سارے جہاں والوں کے لیے خبردار کر دینے والا ہو۔

اس حصہ کا تیسرا مضمون "ثقافۃ القرآن بین الخاصۃ والعامۃ" ہے۔ اس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا کہ قرآن کریم ایک ایسی آسمانی کتاب ہے جس سے اہل علم اور عوام الناس دونوں ہی یکساں طور سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس کتاب عزیز کو اہل زبان، محدثین، مفسرین اور علماء توحید نے اپنی توجہ کا مرکز قرار دیا۔ یہ حضرات اپنے علوم کی بنیاد قرآن کریم پر رکھتے ہیں، علماء نحو و بلاغت کی باتیں اسی وقت پایۂ استناد کو پہنچتی ہیں جب ان کے استدلال کی بنیاد قرآن کریم سے ماخوذ دلائل و براہین پر رکھی گئی ہو۔ عربی زبان و ادب کی نشو و نما میں قرآن مجید کا بڑا کلیدی حصہ رہا ہے اور ایک عالم کو اس کا اعتراف ہے ۔ قرآن کریم کی ثقافت عامہ یہ ہے کہ ایک مسلم بچہ اپنی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے کرتا ہے۔ قرآن کی کچھ سطریں تختی پر لکھتا ہے۔ سورہ بقرہ سے سورہ حمد تک کی سورتوں کو زبانی یاد کرتا ہے ۔ یہ سب کرنے کے بعد کالج میں تفسیر قرآن، اسباب نزول قرآن اور تعداد قرأت کے موضوعات پر مطالعہ شروع کرتا ہے۔ (ص ۲۶-۴۲) اس میں چوتھا مضمون "الرسالۃ والقرآن الکریم فی مرآۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اساطین الشرق والغرب" ہے۔ اس میں مضمون نگار نے مستشرقین اور دوسرے مفکرین کے خیالات کو پیش کر کے بتایا ہے کہ ان میں بہت سے قرآن کریم کی حقانیت اور نبوت محمدی کے قائل ہیں (ص ۲۴-۲۸)

آخری اور بہترین مضمون "الرسول فی القرآن الکریم" ہے، اس مضمون میں قرآنی آیات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وضاحت سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ رسول پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس باب میں کسی طرح کی تفریق ممکن نہیں ہے۔ اطاعت خدا اطاعت رسول کی متقاضی ہے (ص ۲۹-۳۴) قرآن کریم میں ارشاد ہے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی	پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع
اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ	ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو،
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (سورہ النساء: ۵۹)	اگر واقعی تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

دراسات قرآنیہ:

اس حصہ کی ابتداء "البحث فی الاعجاز القرآنی۔نظرۃ تاریخیۃ" سے ہوتی ہے۔ اس مضمون میں نظریۂ اعجاز قرآن کے موضوع پر ہونے والے کاموں کا عہد بعہد جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے مطابق دوسری صدی ہجری میں مامون کے عہد میں جب فتنۂ خلق قرآن نے سر اٹھایا اس وقت اس بحث کا آغاز ہو چکا تھا۔ تاریخی اعتبار سے اسلوب قرآن کے اعجاز پر جاحظ نے ایک رسالہ "نظم القرآن" کے نام سے تصنیف کیا تھا لیکن وہ دستیاب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جاحظ نے اپنی دو کتاب "الحیوان" اور "البیان والتبیین" میں اس موضوع پر بحث کی ہے۔ پانچویں صدی میں باقلانی اور عبد القاہر جرجانی نے اسے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ چھٹی صدی میں ابو حامد الغزالی، قاضی عیاض، زمخشری اور ابن عطیہ اس پر قیمتی تصانیف چھوڑیں، ساتویں صدی میں امام رازی، سکاکی، ابن عربی، آمدی، عازم القرطاجنی اور بیضاوی نے اس موضوع پر گرانقدر تحقیقات کیں۔ آٹھویں صدی میں زملکانی نے "التبیان فی اعجاز القرآن"، میں اور ابن تیمیہ نے "جواب اهل العلم والایمان بتحقیق ما اخبر به رسول الرحمان" میں اس موضوع پر بحث کی، خطیب قزوینی نے سکاکی کی کتاب مفتاح العلوم کی تلخیص کی۔ یحییٰ بن حمزہ علوی نے اپنی کتاب "کتاب الطراز" ، ابن القیم نے "الفوائد المشوق الی علم القرآن وعلم البیان"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کو اپنی فکری کاوشوں کا مرکز بنایا۔ موضوع زیر بحث پر اس عہد کی سب سے اہم اور مہتم بالشان کتاب زرکشی کی "البرہان فی علوم القرآن" ہے۔ نویں صدی میں ابن خلدون، فیروز آبادی، مراکشی اور دسویں میں سیوطی نے "الاتقان فی علوم القرآن" اور "معترک الاقران فی اعجاز القرآن" میں بحث و نظر کا موضوع بنایا۔ گیارہویں صدی میں شہاب خفاجی نے، بارہویں صدی میں حضریمالکی اسکندری نے اور تیرہویں صدی میں امام شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں اور آلوسی نے روح المعانی میں اعجاز قرآن پر بحث کی۔ چودھویں صدی ہجری میں شیخ طنطاوی جوہری، محمد احمد جاد المولی اور مورس بکائے نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا (ص ۳۵-۴۰) اس میں دوسرا مضمون "اعجاز القرآن فی ترتیبہ" ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نزولی ترتیب سے جداگانہ ہے، قرآن کی موجودہ ترتیب توقیفی ترتیب ہے اور اسی ترتیب کے ساتھ لوح محفوظ میں موجود ہے۔ اس ترتیب میں کبھی کوئی ردوبدل ممکن نہیں، موجودہ ترتیب کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو قرآن کا ہر لفظ، ہر حرف، ہر آیت اور ہر سورہ اعجازی شان کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں مضمون نگار نے امام خطابی، عبدالقاہر اور ڈاکٹر عبداللہ دراز وغیرہ کی آراء نقل کی ہیں۔ قرآن کریم سے آٹھ مثالیں دیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ترتیب قرآن کریم میں ایک اعجاز ہے (ص ۴۱-۴۸) تیسرا مضمون "الوحدۃ العضویۃ والموضوعیۃ بین آیات السورۃ الواحدۃ" ہے، اس مضمون میں اس چیز کی وضاحت کی گئی کہ ایک سورہ کے ایک سے زائد موضوعات ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان موضوعات میں مناسبت وہم آہنگی کا پایا جانا لازمی ہے (ص ۴۹-۵۲) اس حصہ کا ایک وقیع مضمون "الاحرف السبعۃ والقرأت" ہے۔ اس میں علم القرأت کی تعریف کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عہد حضرت ابوبکرؓ، عہد حضرت عثمانؓ اور آپ کے بعد دوسرے اور تیسرے عہد حتی کہ ابن مجاہد کے عہد تک فن قرأت کو غیر معمولی ترقی ملی۔ دمشق میں حضرت ابوالدرداء کے حلقہ میں ایک ہزار سات سو قراء تھے، اس مضمون میں تعدد قرأت اور اس کے اسباب و فوائد سے بھی بحث کی گئی ہے، قرأت صحیحہ کے ارکان بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ شاذ قرأت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ انزال القرآن علی سبعۃ احرف سے متعلق احادیث اور علماء فن کی آراء کی روشنی میں بحث کی گئی ہے (ص ۵۳-۸۰) اس کے بعد مضمون "تلاوۃ القرآن الکریم [illegible]" [illegible] قرأت کرنے کے باب میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ایک گروہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی علماء جمہور کا مسلک بھی ہے، دوسرا گروہ اسے ناپسندیدہ قرار دیتا ہے (ص ۸۱-۸۴) اس حصہ میں ایک خالص علمی وتحقیقی مضمون "اشکالیۃ نقل المعنی فی ترجمات القرآن الکریم" ہے۔سب سے پہلے تو اس میں خود ترجمہ کے مفہوم و ماہیت سے بحث کی گئی ہے اور پھر کلام الٰہی کی معجز بیانی کے حوالے سے یہ نکتہ منظر عام پر لایا گیا کہ اس کے معانی ومفاہیم کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے میں کن مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے (ص ص ۸۵-۹۰) اس کے بعد مقالہ "من اصول التفسیر وضوابطہ" کے عنوان سے ہے، اس میں سب سے پہلے تفسیر وتاویل کے فرق کو بیان کیا گیا،

علماء کے یہاں تفسیر کے سلسلے میں دو نقطہ نظر پائے جاتے ہیں ایک تفسیر بالماثور اور دوسرے تفسیر بالرائے تفاسیر بالماثور کے ضمن میں جو کام ہوئے ہیں ان کا استقصار ممکن نہیں ہے۔البتہ تفسیر ابن جریر طبری، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور اور تفسیر ابن کثیر خصوصی شہرت کی حامل ہیں۔وہ تفاسیر جن میں تفسیر بالرای کو بھی اہمیت دی گئی ہے ان میں تفسیر بیضاوی، تفسیر ابی المسعود اور تفسیر نیساپوری کا خاص طور سے ذکر کیا جاسکتا ہے۔اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ تفسیر قرآن کے تین بنیادی مآخذ ہیں قرآن کریم، سنت نبوی اور اقوال صحابہ (ص ۱۰۳-۱۰۸)۔اس کے بعد مضمون "مراحل التفسیر" ہے جس میں تفسیر کے پانچ مراحل کا ذکر کیا گیا؛ پہلے مرحلہ کی ابتدا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوکر صحابۂ کرام رضی اور کبار تابعین پر ختم ہوتی ہے، دوسرا مرحلہ دوسری صدی ہجری سے شروع ہوکر چوتھی صدی کے نصف پر ختم ہوتا ہے، تیسرا مرحلہ چوتھی صدی ہجری کے نصف سے شروع ہوکر ساتویں صدی ہجری کے نصف پر ختم ہوتا ہے، چوتھا مرحلہ ساتویں صدی کے نصف سے شروع ہوکر تیرہویں صدی کے آخر پر ختم ہوتا ہے۔اس مرحلہ میں تفسیر قرآن میں تقلیدی نقطۂ نظر زیادہ نظر آتا ہے۔زیادہ تر مفسرین نے متقدمین کی آراء و اقوال کو اپنی تفاسیر میں جمع کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔فن تفسیر کے ارتقار کے پانچویں مرحلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تفسیر قرآن میں ایک نیا رجحان پیدا ہو رہا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کی تفسیر اس طرح کی جائے کہ علم، عقل اور دین کے مابین ایک ربط برقرار رہے چنانچہ محمد عبدہ اور رشید رضا کی تفسیر منار، سید قطب کی فی ظلال القرآن اور شیخ طنطاوی جوہری کی تفسیر جواہر القرآن میں انہی خیالات کی ترجمانی ملتی ہے۔

(ص ۱۰۹-۱۱۲) اس حصہ کا آخری مضمون "غریب القرآن الکریم دراسۃ وصفیۃ" ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ مقالہ قرآن مجید میں استعمال ہونے والے ان الفاظ سے بحث کرتا ہے جن کے معانی کا تعین دشوار ہے ۔ غرائب القرآن پر غور وخوض کا کام عہد صحابہ ہی سے شروع ہو گیا تھا، اس مضمون میں غریب القرآن پر لکھی جانے والی ۲۴ کتب کا ذکر کیا گیا ہے ۔ تین ایسے لغات کا بھی ذکر ہے جس میں غرائب الفاظ قرآن پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور آخر میں غریب القرآن کے سلسلے میں علماء کے تین مکاتب فکر کا بھی ذکر کیا گیا ہے (ص ۱۱۳-۱۲۰)

دراسة لغوية وبيانية :

یہ اس خاص نمبر کا تیسرا حصہ ہے ۔ اس کا سب سے پہلا مقالہ "الاعجاز البیانی فی القرآن الکریم" ہے ۔ زبان وبیان کے لحاظ سے قرآن کریم دنیا کی سب سے عظیم الشان کتاب ہے ۔ قرآن نے خود متعدد مقامات پر اس کی شہادت دی ہے ۔ معجزہ، اعجاز اور بیان کی تعریف کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے چار مقاصد ہیں ۔ معرفت الٰہی، اوامر ونواہی کی پہچان، صلحاء کے راستوں پر لوگوں کو چلنے کی دعوت دینا اور ان کے احوال کا ذکر کرنا اور آخر میں فن بلاغت سے بحث کی گئی اور اس پہلو کو مثالوں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے کہ قرآن کریم بلاغت کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہے ۔ (ص ۱۲۱-۱۳۰)

اس کے بعد مقالہ "اثر القرآن الکریم علی اللغۃ العربیہ" ہے ۔ عربی زبان نے مختلف پہلوؤں سے قرآن کریم کے اثرات قبول کیے اور اس کے ارتقاء میں قرآن مجید کا بڑا حصہ ہے ۔ یہی اس مقالہ کا خاص موضوع بحث ہے (ص ۱۳۱-۱۳۶) ۔ اس کے بعد مقالہ "من الظواہر النحویہ فی القرآن" ہے ۔ ارتقاء کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے، نزول قرآن کے عہد تک عربی زبان ایک اعلیٰ زبان بن چکی تھی اور اس میں شعر وادب کی بہترین روایات قائم ہو چکی تھیں، اس کے بعد جب اس زبان میں قرآن کا نزول ہوا تو اس کی شان وشوکت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا، قرآن کریم میں استعمال ہونے والی عربی کے معیار کو دیکھتے ہوئے نحویین نے اسی کو مرجع اور اصل قرار دیا اور اسی سے استدلال واستشہاد کرنے لگے ۔ اس طرح جو نحو وجود میں آئی وہ دراصل قرآنی زبان کی اساس پر قائم تھی (ص ۱۳۷-۱۴۰) ۔ اس کے بعد مقالہ "دلالات الالفاظ القرآنیہ — دراسۃ وصفیۃ" ہے ۔ اس میں مقالہ نگار نے قرآن کریم کے متعلق یہ حقیقت واضح کی ہے کہ وہ اپنی جگہ نہایت موزوں اور ناگزیر ہوتے ہیں اور مطلوبہ مفاہیم کی ان سے بھرپور ادائیگی ہوتی ہے، مثالیں دیتے ہوئے اس نکتہ کو اجاگر کیا ہے کہ الفاظ کی تقدیم وتاخیر بڑی معنی خیز ہوتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ قرآن میں بعض الفاظ مفرد اور بعض جمع استعمال ہوئے ہیں۔ اس میں بھی ایک حکمت ہے۔ قرآن کریم میں کچھ اسماء نکرہ اور کچھ معرفہ استعمال ہوئے ہیں اس میں بھی ایک حسن ہے (ص ۱۴۱-۱۵۴)۔ اس حصہ کا ایک اہم مضمون "دقۃ تحریر الالفاظ واستعمالھا فی القرآن الکریم" ہے، اس مضمون کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ قرآن میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو بظاہر مترادف ہیں لیکن سیاق وسباق کے لحاظ سے ہر لفظ اپنی جگہ ایک منفرد معنوی خصوصیت کا حامل ہے۔ مثلاً رویا وحلم، حلف وقسم، خشوع و خوف اور زوج ومرأۃ وغیرہ۔ یہ تمام الفاظ موقع ومحل کے اعتبار سے جداگانہ حیثیت کے حامل ہیں۔ جبکہ بظاہر مترادف کا گمان ہوتا ہے (ص ۱۵۵-۱۶۰)۔ اس کے بعد مقالہ "من بلاغۃ الحذف فی القرآن الکریم" ہے۔ اس میں اس پہلو سے بحث کی گئی ہے کہ عربی زبان کے مزاج میں ہے کہ اس میں بہت سی چیزیں محذوف ہوتی ہیں اور یہی کلام کا اصل حسن اور بلاغت کی بنیادی روح ہے۔ بعض جگہ کوئی لفظ اور کلمہ اس لیے حذف کر دیا جاتا ہے کہ مفہوم پوری طرح واضح ہو جائے اور معنی مراد پوری وضاحت سے کھل کر سامنے آجائے کبھی حذف تکرار سے بچنے کے لیے ہوتا اور کبھی اس لیے کہ جو بات محذوف ہے وہ بداہۃً اتنی واضح ہوتی ہے کہ اس کے بیان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مضمون نگار نے اپنی بات کو مدلل بنانے کے لیے قرآن کریم سے بہت سی مثالیں دی ہیں۔ (ص ۱۶۱-۱۶۷) اس کے بعد مضمون "التصحیف والتحریف" ہے جس کا براہ راست قرآن کریم سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ بنیادی طور پر زبان وبیان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے بحث کرتا ہے۔ (ص ۱۶۸-۱۷۴) اس کے بعد "الامثال فی القرآن الکریم" ہے۔ اس کی ابتداء میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ قرآن نے بے شمار مثالیں دی ہیں جن کا اصل مقصد یاددہانی ہے۔ قرآن کریم میں تین طرح کی مثالیں مذکور ہیں الامثال المصرحہ، الامثال الکامنہ اور الامثال المرسلہ، ان تمام مثالوں کی وضاحت قرآن کریم کی آیات سے کی گئی ہے (ص ۱۷۵-۱۷۸)

دراسات انسانیۃ:

اس حصہ کا سب سے پہلا مقالہ "النفس فی القرآن الکریم" ہے۔ روح انسانی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا ... نفس مطمئنہ ... اور ... مریضہ۔ ان تینوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے متعلق کسی قدر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ روح سلیمہ اللہ کے حکموں کو پیروی اور نواہی سے احتراز کرتی ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے سے روح کے اندر پیدا ہو جانے والی بیماریاں اور خرابیاں دور ہو سکتی ہیں (ص ۱۷۹ - ۱۸۶) ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

ونفس وماسواھا فالھمھا فجورھا	اور جی کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا۔ پھر سمجھ
وتقواھا ۔ قد افلح من زکاھا وقد	دی اس کو ڈھٹائی کی اور بچ کر چلنے کی، تحقیق
خاب من دساھا ۔	مراد کو پہنچا جس نے اسے سنوار لیا اور نامراد
(الشمس : ۷ ۔ ۱۰)	ہوا جس نے اسکو خاک میں ملا چھوڑا۔

اس کے بعد مقالہ " القرآن الکریم والفکر التربوی " ہے، اس میں ان رہنما اصولوں کی نشاندہی کی گئی جس کی روشنی میں فکری تربیت کا فریضہ بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے (ص ۱۸۷ - ۱۹۲)۔ اس کے بعد مقالہ " الظاہرۃ الحضاریۃ فی القرآن الکریم " ہے۔ اس میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھنے والی معاشرتی اقدار کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ اس مطالعہ کے بموجب معاشرتی تمدن کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ انسان، فکر اور اشیاء، اس کے بعد ان تینوں چیزوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا کہ اس سے متعلق قرآن کا کیا نقطۂ نظر ہے (ص ۱۹۳ - ۲۰۶)۔ اس کے بعد مقالہ " القیاس المنطقی فی القرآن الکریم " ہے ۔ اس میں ان بہت سی آیات کو نقل کیا گیا جس میں حق کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان کی روشنی میں بتایا گیا کہ قرآن کس طرح منطقی قیاس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتا ہے۔ مفکرین اسلام کے مابین بھی اس منطقی قیاس کے باب میں اختلاف آرار پایا جاتا ہے حق سے متعلق آیات قرآنی کو دیکھا جائے تو حق کبھی ظن کے مقابلے میں، کبھی کذب کے مقابلے میں، کبھی صدق کے مقابلے میں حتی کہ کبھی باطل اور ضلال کے مقابلے میں آتا ہے۔ کہیں کہیں ایمان، حکمت اور عدل و شرائع کے متوازی بھی استعمال ہوا ہے۔ (ص ۲۰۷ - ۲۱۲) اس کے بعد مقالہ " المستشرقون والقرآن " ہے ۔

عنوان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مستشرقین کی ان فتنہ پردازیوں اور علمی بد دیانتیوں کا جائزہ لیا گیا ہوگا جو انھوں نے قرآن کے بارے میں پھیلا رکھی ہیں۔ لیکن اس مضمون میں ایسا نہیں ہے بلکہ صرف ایک انگریز مستشرق آرتھر جفری (ARTHUR JAFFARY) نے ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد کی کتاب " المصاحف " پر جو بارہ صفحے کا مقدمہ لکھا ہے اس میں اس نے جو یاوہ گوئیاں کی ہیں، اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مضمون میں اسی کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے دعووں کی پرزور تردید کی ہے (ص ۲۱۵-۲۲۰)۔

الاعجاز العلمی :

اس حصہ کا آغاز مقالہ "الاعجاز العلمی فی القرآن والسنہ" سے ہوا ہے، قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہدایت ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق ایمان کا علم سے گہرا ربط ہے۔ اسلام میں عقل اور علم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کے علمی اعجاز کی حقیقت کیا ہے۔ اس نکتہ کی بھی اس مقالہ میں توضیح کی گئی ہے۔ متعدد آیات کی روشنی میں یہ بات بڑے پرزور انداز میں پیش کی گئی۔ قرآن صرف اوامر اور نواہی کی کتاب نہیں ہے، بلکہ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے بندوں پر اوامر و نواہی کی پابندی کیوں لازم ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ۔ (الاسراء : ۹/۱۷)

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کا اسلوب خالص علمی اسلوب ہے اور قرآن کریم علوم و معارف کا سرچشمہ ہے (ص ۲۲۱-۲۳۲)

اس کے بعد مقالہ "استشفاء بالقرآن الکریم" ہے۔ اس مقالہ میں مختلف امراض سے شفایابی کے لیے آیات قرآنی کے استعمال کے مسئلہ سے بحث کی گئی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مختلف مواقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اس سلسلہ میں قرآنی آیات سے مدد لی ہے۔ اس باب میں علماء کی آراء کو بھی نقل کیا گیا ہے (ص ۲۳۳-۲۴۲)۔ اس کے بعد مقالہ "قبس من الاعجاز الطبی فی القرآن الکریم" ہے۔ اس میں سورہ مریم کی آیات ۲۲ تا ۲۶ پیش کی گئی ہیں اور بحث کا دائرہ کار انہی آیات تک محدود ہے۔ ان آیات کی روشنی میں طبی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔ نیز سجدہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا کہ طبی نقطۂ نظر سے اس کے متعدد فوائد ہیں۔ جن کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے (ص ۲۴۳-۲۵۰)

اس کے بعد ایک تحقیقی مقالہ "اطوار الجنین فی القرآن الکریم وعلم الاجنہ" ہے۔ اس مقالہ میں قرآنی شواہد کی روشنی میں انسانی خلقت کے مختلف مراحل کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان میں پوشیدہ حکمتوں کا کسی قدر تجزیہ کیا گیا ہے۔ (ص ۲۵۱-۲۶۸) اس کے بعد مقالہ "المن والسلوی فی القرآن" ہے۔ عنوان سے بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں من وسلوی دونوں سے بحث کی گئی ہوگی جبکہ صرف من سے بحث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی گئی ہے۔ مَن کی تعریف بیان کرنے کے بعد بتایا گیا کہ اس کا ذکر کتبِ سماویہ اور قدیم طب میں بھی ملتا ہے یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ مَن کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوتا ہے (ص ۲۵۹-۲۶۲)۔ اس کے بعد مقالہ "وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا" میں علم طبقات الارض کے نقطۂ نظر سے پہاڑوں کے سلسلہ میں ایک مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور ان حکمتوں کو واضح کیا گیا ہے جو ان پہاڑوں کی تخلیق میں پوشیدہ ہیں تحقیقات نے روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے کہ یہ پہاڑ نظام کائنات کے تناسب کی ایک بنیادی کڑی ہیں۔ (ص ۲۶۳-۲۶۶)۔

القصص القرآنی :

اس خاص نمبر کا یہ آخری حصہ ہے اور اس حصہ میں بھی متعدد اہم مقالات شامل ہیں۔ سب سے پہلا مقالہ "القصة القرآنية — قرآنية تأملية" ہے۔ مقالہ میں پہلے قصہ کے مادہ اور مشتقات سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے مشتقات قرآن کریم کی بارہ سورتوں میں وارد ہوئے ہیں۔ قرآنی قصص دراصل حق و باطل کے درمیان ایک حد فاصل ہیں۔ قرآن کریم کی بیشتر سورتوں میں کوئی نہ کوئی واقعہ مذکور رہے قرآن میں متعدد قصوں کو اسلوب بیان کی تبدیلی کے ساتھ بار بار ذکر کیا گیا ہے، کسی قصہ کی طرف کہیں ہلکا سا اشارہ ہے، کوئی قصہ کسی قصہ کے تقابل میں ذکر کیا گیا ہے، قرآن کے اس انداز و اسلوب میں ایک حکمت اور بلاغت پوشیدہ ہے۔ قرآنی قصص میں قوموں کی داستان اس لیے بیان کی گئی ہے تاکہ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کی جائے (ص ۲۶۸-۲۷۸) اس کے بعد مقالہ "المعاییر الادبیه فی القصة القرآنية" ہے۔ مقالہ نگار قرآنی قصص کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیتے ہوئے اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ زبان و بیان کے لحاظ سے قرآنی قصے اپنی نظیر آپ ہیں (ص ۲۷۹-۲۸۲) اسکے بعد اور ایک مختصر مقالہ "اکتشاف اول طبعة للقرآن الكريم فی روما ۱۵۳۷-۱۵۳۸ م" ہے۔ اس مختصر مضمون میں اس تاریخی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کا سب سے پہلا نسخہ ۹۴۴ھ / ۱۵۳۷ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا، اس سب سے پہلے نسخہ کی طباعت اٹلی میں ہوئی یہ نسخہ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تحقیق کا سہرا پروفیسر سرجونیا کے سر جاتا ہے جو میلانو یونیورسٹی میں "اکادیمیة العلوم والفنون" کے رکن ہیں (ص ۲۸۳-۲۸۵) اس حصہ کا آخری مقالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف" ہے جس میں مصحف کی طباعت کے سلسلے میں شاہ فہد کی خدمات کو سراہا گیا ہے (۲۸۶-۲۶۲)۔

اب تک مقالات کے سلسلے میں نہایت اختصار کے ساتھ بتایا گیا کہ یہ کن مباحث و موضوعات پر مبنی ہیں۔ مقالات میں قرآنیات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے لیکن پھر بھی بہت سے پہلو باقی رہ گئے۔ ویسے قرآن کریم علوم و معارف کا وہ منبع ہے کہ تا قیامت اس پر بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رہے گا لیکن پھر بھی اس کی حکمتیں ختم نہیں ہوں گی۔ چند مقالات کو چھوڑ کر تمام ہی مقالات جدید تحقیقی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھے گئے ہیں۔ مراجع و حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ یہ چیز عرب مصنفین کے یہاں کم پائی جاتی ہے۔ لیکن اب ان کے یہاں بھی تحقیق کے جدید اصول و قواعد کو برتا جایا جانے لگا ہے۔ المنہل کا یہ قرآن نمبر قرآنیات کی دنیا میں ایک مفید و وقیع اضافہ ہے۔ مضامین کی فراہمی میں مدیر کو بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ جس کے لیے وہ مبارک باد اور شکریے کے مستحق ہیں۔

(ابوسفیان اصلاحی)

فراہیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہترین تحفہ

کتابیات فراہیؒ

مرتبہ: ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی

بیسویں صدی کے معروف مفسر مولانا حمید الدین فراہیؒ نے:

- کیا کچھ لکھا، کتنا چھپ چکا ہے، کہاں اور کب چھپا ہے۔
- مولانا فراہیؒ کی شخصیت و افکار پر کیا کام ہوا ہے، ڈاکٹریٹ کے مقالے کتابیں اور مقالات و مضامین کس نے لکھے، کہاں چھپے۔
- مولانا فراہی کی کتابوں پر اہل علم کی رائیں اور تبصرے نیز مختلف ماخذ میں بکھری ہوئی دستیاب معلومات مکمل حوالوں کے ساتھ۔

تحقیق کے جدید اصول اور معیار سے ہم آہنگ

قیمت صرف ۱۵ روپئے

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، سرسید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

© rasailojaraid.com